وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

منتخب

من عاش بعد الموت

مرنے کے بعد زندگی

تصنیف: محدث کبیر
الحافظ ابی بکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مولانا محمد شفقت یوسفی

مَنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

مَن عَاشَ بَعدَ المَوت

مرنے کے بعد زندگی

تصنیف:-

محدث کبیر الحافظ ابی بکر بن ابی الدنیا

مترجم

مولانا محمد شفقت یوسفی

مکتبۃ زین العابدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

محدث کبیر الحافظ ابی بکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۲۰۸ھ ...... وفات: ۲۸۱ھ

آپ کا نام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان القریشی البغدادی ہے۔ اپنے والد، احمد بن ابراہیم الموصلی، امام محمد بن اسماعیل بخاری، امام ابوداؤد السجستانی سے احادیث روایت کی ہیں۔ ابن ماجہ ایسے کئی محدثین نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کا ایک رسالہ ''من عاش بعد الموت'' مرنے کے بعد کی زندگی بھی ہے۔ لاہور کے مولانا محمد شفقت یوسفی نے مکتبہ زین العابدین شالیمار گارڈن لاہور سے اردو ترجمہ شائع کیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہم باب العلوم کہروڑپکا نے اس سے انتخاب کر کے دیا، جسے ہم اس مجموعہ میں شامل اشاعت کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام ابن ابی الدنیا ایک نظر میں[1]

نام ونسب

آپ کا اصل نام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان القرشی البغدادی ہے۔ لیکن آپ امام ابن ابی الدنیا کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی ولادت ۲۰۸ھ میں ہوئی۔

آپ کے اساتذہ کرام

آپ نے اپنے والد، احمد بن ابراہیم الموصلی، احمد بن ابراہیم الدورقی، علی ابن الجعد، ابراہیم بن المنذر الحزامی، خلف بن ہشام، زہیر بن حرب، عبداللہ بن عون الخزار، سریج بن یونس، سعید بن سلیمان واسطی، کامل بن طلحہ الجحدری، امام محمد بن اسماعیل بخاری، امام ابوداؤد السجستانی اور دیگر بے شمار علماء و محدثین سے احادیث روایت کی ہیں۔

آپ کے تلامذہ

امام ابن ابی الدنیا سے، امام ابن ماجہ، ابراہیم بن الجنید، حارث بن ابی اسامہ (اور یہ امام کے شیوخ سے ہیں) عبدالرحمن بن ابی حاتم، ابوعلی بن خزیمہ، ابوالعباس بن عقدہ، عبداللہ بن اسماعیل بن بریہ الہاشمی، ابوبشر الدولابی سمیت کثیر محدثین نے احادیث روایت کیں اور آپ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔

آپ کی تصانیف

آپ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ نے زیادہ تر اصلاحی موضوعات پر قلم چلایا اور ایک صوفی کے جیسی خدمت انجام دی۔ آپ کی تصانیف میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں:

الادب، الاخوان، الامر بالمعروف، التہجد، التوبہ، التوکل، الجہاد، الجوع، الجیران، حسن الظن، الحلم، الحوائج، الخمول والتواضع، دلائل النبوۃ، فضائل القرآن، الفرج بعد الشدۃ، فضل رمضان، قضاء الحوائج، مجابی الدعوۃ، محاسبۃ النفس، من عاش بعد الموت، النوادر، الہواتف، الوجل الورع، الیقین وغیرہم۔

آپ کے متعلق علماء کے اقوال

ابوحاتم نے کہا: بغدادی صدوق ہیں۔ (الجرح والتعدیل ج ۵ ص ۱۶۳)

امام ابن جوزی نے کہا: آپ صاحب مروت، ثقہ اور صدوق ہیں۔ (المنتظم ج ۵ ص ۱۶۳)

امام مزی نے کہا: حافظ الحدیث، صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ (تہذیب الکمال، ق ۷۳۶)

---

[1] (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۹۷)

امام ذہبی نے کہا: محدث، عالم اور صدوق ہیں، ان کی تصانیف کثیر ہیں جن میں تعجب خیز معلومات ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۷۷ وسیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۹۹)

امام ابن کثیر نے کہا: حافظ الحدیث، ہر فن کے مصنف، نفع بخش مشہور و معروف کتابوں کے مصنف ہیں۔

(البدایۃ والنہایۃ ج ۱۱ ص ۷۱)

امام ابن حجر نے کہا: صدوق، حافظ اور صاحب تصانیف ہیں۔ (التقریب ۳۵۹۱)

علامہ ابن تغری بردی نے کہا: آپ عالم، زاہد، متقی اور عبادت گزار ہیں۔ ان کی تصنیفات ہیں، آپ نے ایسے ایسے فنون پر کتابیں تحریر کیں کہ بعد کے لوگ ان فنون میں ان کے خوشہ چیں ہیں۔ خلق کثیر نے ان سے احادیث روایت کیں ہیں اور علماء کرام ان کے ثقاہت، سچائی اور امانت داری پر متفق ہیں۔

(النجوم الزاہرۃ ج ۳ ص ۸۶)

وفات

۲۸۱ھ میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور بغداد کے مغربی جانب شونیزیہ نامی جگہ پر مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔

مقدمہ

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلامضلّ لہ ومن یضلل فلاھادی لہ واشھدان لاالہ الااللہ وان محمداعبدہ ورسولہ "یاایھاالذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون, یاایھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحد وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تسآءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا, یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیدا۔ یصلح لکم اعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما"

موت کے بعد دوبارہ اٹھنا ایمان کے ارکان میں سے ہے اور اس کا منکر بالاجماع کافر ہے۔ کیونکہ اس نے مشرکین عرب کا طریقہ اپنایا ہے۔ ان کے متعلق اللہ رب العزت نے بیان فرمایا:

''ولئن سألتم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ''

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا تو وہ ضرور یہ کہیں گے اللہ نے۔

یعنی مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کی خالقیت وقدرت کے قائل تھے لیکن مرنے کے بعد اٹھانے کے معاملے میں وہ اسی قدر منکر ہو جاتے تھے اور کہتے:

''ءاذامتنا وکناترابا وعظاماءانالمبعوثون'' کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں ذلت ورسوائی کا لباس پہنایا اور آخرت میں ''مقرنین فی الاصفاد، سرابیلھم من قطران وتغشی وجوھھم النار'' بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوں گے۔ ان کے کرتے راک کے ہوں گے اوران کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عظیم میں بہت زیادہ مثالیں بیان فرمائی ہیں جو کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھانے پر دلالت کرتی ہیں جس طرح کہ گائے والا واقعہ اس کو بیان فرمانے کے بعد اللہ کا ارشاد گرامی ہے: ''فقلنا اضربوہ ببعضھا کذالک یحیی اللہ الموتی ویریکم ایاتہ'' پس ہم نے کہا: اس کے جسم پر مارو اس کے گوشت کا کچھ حصہ، اسی طرح اللہ تعالیٰ مردے کو زندہ کرتا ہے اور اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین کے مردہ ہوجانے کے بعد اس کو دوبارہ زندہ فرمانے کی بھی مثال بیان فرمائی ہے۔

''ان الذی احیاھا لمحی الموتی'' بے شک اللہ ہی جو اس (زمین) کو زندہ فرمائے گا مردہ ہونے کے بعد۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت، عظمت اور مخلوق کو دوبارہ پیدا کرنے کا ذکر فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا: ''الیس ذالک بقادر علی ان یحیی الموتی'' کیا اللہ اس پر قادر نہیں کہ مردہ کو زندہ کرے۔

یہ کتاب جو ہمارے سامنے ہے یہ اس ایمانی رکن کی بہت بڑی خدمت کا کام کرے گی۔ مر کے زندہ ہونے والوں کے حالات پڑھنے سے وعظ ونصیحت اور عبرت حاصل ہوگی۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ کیا آپ کو مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان نہیں جو یہ کتاب پڑھ رہے ہو؟ تو ہم جواباً عرض کریں گے کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ کار اچھا نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مردوں کے دوبارہ زندہ کرنے پر سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا آپ کو ایمان نہیں؟ عرض کیا ''ولکن لیطمئن قلبی'' میں دلی اطمینان کے لئے پوچھ رہا ہوں۔ بس اسی طرح یہ کتاب بھی پڑھنے والے کے ایمان اور ہدایت میں اضافہ کا سبب بنے گی اور بندے کے دل میں اپنے رب کی عظمت وشان پر یقین بڑھے گا۔

چار اسناد کے ساتھ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

۱...... ابوخالد بیان کرتے ہیں یزید بن نعمان بن بشیر، قاسم بن عبدالرحمن کی مجلس میں اپنے باپ نعمان بن بشیر کا خط لے کر آئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعمان بن بشیر کا خط ام عبداللہ بنت ابی ہاشم کی طرف، تجھ پر سلامتی ہو۔

میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سواء کوئی معبود نہیں تو نے مجھے خط لکھا تاکہ میں تجھے زید بن خارجہ کی موت کے حوالے سے بتاؤں اس کا واقعہ یہ ہے کہ اس کے گلے میں اچانک تکلیف ہوئی۔ حالانکہ اس دن مدینہ شریف میں وہ سب سے زیادہ تندرست تھے۔ نماز ظہر اور عصر کے درمیان ان کی موت واقع ہوگئی۔ ہم نے ان کو

پیٹھ کے بل لٹا دیا دو چادروں اور ایک کمبل میں ان کو ڈھانپ دیا۔ میرے خواب میں کوئی آنے والا آیا اور میں نماز مغرب کے بعد تسبیح پڑھ رہا تھا، اس نے کہا زید نے وفات کے بعد گفتگو کی ہے تو میں جلدی سے ان کے پاس آیا موجود انصاری یہ بات کہہ رہے تھے۔ قوم میں درمیان والا سب سے زیادہ سخت ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرتا۔ وہ جو لوگوں کو اجازت نہیں دیتا کہ قوم کے مضبوط لوگ کمزروں کا مال کھائیں، امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے سچے بندے تھے۔

پھر اس نے کہا امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کی اکثر غلطیوں کو معاف کر دیتے ہیں دو راتیں گزر گئیں اور چار باقی ہیں۔ پھر لوگوں میں باہم اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ ایک دوسرے کے مال کو (ناجائز) طریقے سے کھانے لگے، کوئی نظم وضبط نہ رہا۔ ممنوعہ چراگاہوں کو حلال کر دیا گیا۔ پھر مومنین کوتاہیوں سے باز آ گئے۔ پھر انہوں نے کہا (اے لوگو) کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو اپنے امیر کی طرف متوجہ ہو کر اس کی بات کو سنو اور اس کی اطاعت کرو جو اس سے پھر گیا۔ اس کے خون کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی۔ اللہ کا حکم ہو کر رہے گا اللہ سب سے بڑا ہے، یہ جنت ہے یہ دوزخ۔ نبی اور صدیق بھی کہہ رہے ہیں تم پر سلامتی ہو اے عبداللہ بن رواحہ کیا تم اپنے باپ خارجہ اور سعد کے بارے میں بتاؤ گے جو احد کے دن قتل ہوئے تھے۔ ''کلا انها لظی۔ نزاعة للشوی، تدعو من ادبر و تولی۔ وجمع فأوعی'' پھر ان کی آواز پست ہوگئی جو مجھ سے پہلے ان کی باتیں سن رہے تھے میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا ہم نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے! خاموش ہو جاؤ، خاموش ہو جاؤ!

ہم سے ہر کوئی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگا جب کہ یہ آواز تو کپڑے کے نیچے سے آ رہی تھی ہم نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یا رسول اللہ! آپ پر اللہ کی سلامتی ہو، رحمت اور برکت ہو۔ پھر کہا خلیفہ رسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امانت دار تھے، جسم کے لحاظ سے تو کمزور دکھائی دیتے تھے، مگر اللہ کے حکم کو نافذ کرنے میں بہت طاقتور تھے، انہوں نے جو فرمایا، سچ فرمایا۔

۲...... سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک انصاری کی موت کا وقت آ گیا جب وہ مر گیا تو اس کی میت کو کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا پھر وہ بولنے لگا اور کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ دیکھنے میں تو کمزور تھے لیکن اللہ کے حکم کو نافذ کرنے میں بہت قوی تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ امانت دار تھے اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ انہی کے راستے پر تھے۔ اب انصاف ختم ہو گیا طاقتور کمزور کو کھانے لگا۔

۳...... انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب زید بن خارجہ کی موت واقع ہوگئی تو ان کو غسل دینے میں انصار رغبت کرنے لگے۔ حتیٰ کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان کوئی واقعہ رونما ہو جاتا پھر وہ اس بات پر متفق ہوئے تاکہ ان کو دوبارہ غسل دیا جائے۔ ہر سردار ان کی ران کو پکڑے گا اور تیسرا بندہ ان پر پانی بہائے۔ میں بھی انہی میں شامل تھا جب ہم پانی انڈیلنے لگے تو انہوں نے بولنا شروع کر دیا۔ پس آپ نے فرمایا:

دو راتیں گزر گئیں چار باقی ہیں، قوم کے مالداروں نے غریبوں کا مال کھانا شروع کر دیا۔ پس لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور کوئی نظام نہ رہا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ نرم دل مومنوں پر رحم کرنے والے اور کفار پر

سختی کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نرم دل، مہربان اور کفار پر سختی کرنے والے تھے۔ وہ اللہ رب العزت کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نرم دل اور مومنوں پر رحم کرنے والے تھے اور تم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر ہو۔ (میری بات غور سے) سنو اور فرمانبرداری کرو۔ پھر ان کی آواز پست ہو گئی ان کی زبان حرکت کر رہی تھی مگر جسم ساکت تھا۔

۴...... نعمان بن بشیر کہتے ہیں زید بن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے اور ان کے باپ خارجہ بن سعد تھے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت فرمائی تو آپ انہی کے گھر میں ٹھہرے تھے اور اپنی بیٹی کا نکاح خارجہ کے بیٹے سے کر دیا جن کا نام سعد تھا۔ زید بن خارجہ کے باپ اور ان کے بھائی سعد بن خارجہ احد کے دن قتل ہوئے تھے اور حضرت زید بن خارجہ نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ، حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال تک زندہ رہے۔ آپ ظہر اور عصر کے درمیان مدینہ شریف کی گلی میں چل رہے تھے کہ اچانک گر کر فوت ہو گئے۔ جب انصار کو پتہ چلا تو وہ اٹھا کر ان کو گھر لے گئے انہوں نے ان کو دو چادروں اور ایک کمبل سے ڈھانپ دیا اور گھر میں انصار خواتین اور مردان پر رونے لگے۔ اسی کیفیت میں وہ رہے۔ حتیٰ کہ مغرب اور عشاء کے درمیان انہوں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا۔ خاموش ہو جاؤ! لوگوں نے جب دیکھا تو یہ آواز تو کپڑے کے نیچے سے آ رہی تھی۔ انہوں نے جب ان کے چہرے اور سینے سے کپڑا ہٹایا تو کہنے والا ان کی زبان سے کہہ رہا تھا (محمد رسول اللہ ﷺ) خاتم النّبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ پھر کہنے والا ان کی زبان پہ کہہ رہا تھا سچ کہا، سچ کہا، سچ کہا پھر کوئی کہنے والا کہتا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفۃ الرسول صدیق و امین ہیں جو کہ جسم کے لحاظ سے کمزور تھے۔ لیکن اللہ کا حکم نافذ کرنے میں بڑے طاقتور تھے پھر کوئی کہنا والا کہتا سچ کہا، سچ کہا، سچ کہا پھر کہا درمیان والا بہت سخت ہے جو کہ اللہ کے حکم کو نافذ کرنے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں رکھتا جو کہ لوگوں کو منع کرتے تھے کہ طاقتور کمزوروں کے مال کو کھائیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے بندے تھے پھر کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا سچ کہا، سچ کہا، سچ کہا پھر کہا امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ مؤمنین پر رحم کرنے والے ہیں اور ان کی غلطیوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

دو راتیں گزر گئیں اور دو سال دو راتیں بن گئے اور چار سال باقی رہ گئے۔ جن کے لئے کوئی نظام نہیں رہا۔ ممنوعہ چراگاہوں کو حلال کر دیا گیا اور قیامت قریب آ گئی، لوگ ایک دوسرے کا مال کھا رہے ہیں، لوگ اپنی کوتاہیوں سے باز آ گئے۔ انہوں نے کہا اے لوگو! اللہ کی کتاب کو لازم پکڑو اپنے امیر کی طرف متوجہ ہو کر اس کی بات کو سنو اور اس کی فرمانبرداری کرو اور تمہارے طریقے پر ہیں جس نے اس کے بعد پیٹھ پھیری اس کے خون کا کوئی ذمہ نہیں رہا۔ اللہ کا حکم ہو کر ہی رہے گا۔ یہ دو مرتبہ کہا پھر کہا: یہ جہنم ہے اور یہ جنت ہے یہ نبی اور شہداء ہیں السلام علیکم اے عبداللہ بن رواحہ! میں نے اپنے باپ خارجہ اور اپنے بھائی سعد کے بارے میں جان لیا ہے جو احد کے دن قتل ہوئے تھے۔ پھر کہا: ”کلّا انها لظى، نزاعة للشوى، تدعو من ادبر وتولى، وجمع فأوعى“ پھر کہا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں یا رسول اللہ! آپ پر اللہ کی سلامت رحمت اور برکت ہو۔

نعمان بن بشیر کہتے ہیں مجھے کہا گیا کہ زید بن خارجہ نے وفات کے بعد کلام کیا ہے میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے ان کے سر کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ میں نے ان کے کلام کا کچھ حصہ سنا وہ کہہ رہے تھے درمیان والے قوم میں سب سے زیادہ سخت ہیں۔ حتیٰ کہ بات پوری ہوگئی تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ انہوں نے مجھ سے پہلے کیا کچھ کہا تھا تو انہوں نے مجھے بتایا۔ عبداللہ بن عبیداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کے مقتولوں میں سے ایک آدمی نے کلام کیا وہ کہہ رہا تھا محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ نرم دل اور رحم کرنے والے ہیں۔

مسیلمہ سے لڑنے والوں میں سے ایک آدمی کا واقعہ

☆...... عبداللہ بن عبیداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کے مقتولوں میں سے ایک آدمی نے کلام کیا وہ کہہ رہا تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ نرم دل اور رحم کرنے والے ہیں۔

ربعی بن حراش کے بھائی کا واقعہ

☆...... محمد بن بکار فرماتے ہیں ہم تین بھائی تھے ہم میں سے درمیان والا بڑا عبادت گزار، بہت زیادہ روزوں کا پابند اور ہم میں سب سے زیادہ فضیلت والا تھا۔ میں کسی لشکر کے ساتھ گیا ہوا تھا جب واپس گھر آیا تو گھر والوں نے کہا اپنے بھائی کی خبر لو وہ موت کی کشمکش میں مبتلاء ہے۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس کی جان نکل چکی تھی۔ میں نے اس پہ کپڑا ڈال دیا اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر رونے لگا۔ محمد بن بکار کہتے ہیں میرے بھائی نے اپنے ہاتھ کو بلند کیا اور اپنے چہرے سے کپڑے کو ہٹا کر کہنے لگا: ''السلام علیکم'' میں نے کہا اے میرے بھائی کیا مرنے کے بعد حیات ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں! بے شک میں اپنے رب سے انتہائی خوشی سے ملا ہوں اور رب نے مجھ سے ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا اور مجھے جنتی لباس پہنایا۔ جس معاملے سے تم ڈرتے ہو میں نے اسے آسان پایا ہے۔ یہ جملہ تین مرتبہ کہا اور تین مرتبہ یہ کہا، عمل کرو، سستی نہ کرو، میں رسول اللہ ﷺ سے ملا ہوں۔ آپ ﷺ نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ آپ ﷺ میرے واپس آنے تک کھڑے رہیں گے۔ لہٰذا تم میرے کفن دفن میں جلدی کرو۔ پھر وہ خاموش ہوئے اور اتنی جلدی وہ واپس چلے گئے جتنا کہ کسی کنکری کو پانی میں پھینکا جاتا ہے۔ محمد بن بکار کہتے ہیں میں نے کہا میرے بھائی کے کفن دفن میں جلدی کرو۔

☆...... علی بن عبیداللہ غطفانی اور حفص بن یزید کہتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی کہ ابن حراش نے قسم کھائی ہوئی تھی کہ وہ اس وقت تک نہیں ہنسے گا جب تک اس کو معلوم نہ ہو جائے کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی۔ وہ ایسی حالت میں زندہ رہے کہ کسی نے ان کو ہنستے نہیں دیکھا۔ جب وہ فوت ہو گئے تو ہنسنے لگے۔ بیان کرنے والا کہتا ہے کہ جب یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو آپ نے فرمایا بنی عبس کے بھائی نے سچ کہا، اللہ اس پر رحم فرمائے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں سے ایک آدمی مرنے کے بعد بولے گا اور وہ بہترین تابعین میں سے ہوگا۔

ربعی اور ربیع کا مسکرانا

☆...... حارث غنوی بیان کرتے ہیں کہ ربیع بن حراش نے یہ قسم اٹھائی ہوئی تھی کہ وہ کبھی بھی نہیں ہنسے گا جب تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔ اس لئے وہ کبھی بھی نہ ہنسے مگر فوت ہونے کے بعد ہنسنے لگے۔ پھر اس کے بعد ان کے بھائی ربعی نے بھی قسم کھالی کہ وہ بھی اس وقت تک نہیں ہنسے گا جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی۔ حارث غنوی کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات آپ کو غسل دینے والوں نے بتائی کہ جب تک ہم ان کو غسل دیتے رہے آپ مسکراتے رہے۔

رؤبہ بنت بیجا کا واقعہ

☆...... مغیرہ بن حذف، رؤبہ بنت بیجا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شدید بیمار ہوگئیں تو لوگوں نے سمجھا شاید فوت ہوگئی ہیں۔ انہوں نے ان کو غسل دے کر کفن پہنا دیا۔ لیکن اس نے ہلنا شروع کر دیا اور ان کی طرف دیکھ کر کہنے لگیں مبارک ہو جس سے تم ڈرتے ہو اس کو میں نے بہت آسان پایا ہے اور میں نے دیکھا ہے تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (۱) قطع رحمی کرنے والا۔ (۲) شراب کا عادی اور (۳) مشرک۔

صالح بن حی کے پڑوسی کا واقعہ

☆...... صالح بن حی فرماتے ہیں کہ یہ بات مجھے میرے پڑوسی نے بتائی کہ ایک آدمی کی روح پرواز کر رہی تھی اس کے سامنے اس کے اعمال کو پیش کیا گیا وہ کہتے ہیں جس گناہ سے بھی میں نے بخشش طلب کی اس کو معاف کر دیا گیا اور میں نے دیکھا جس گناہ سے میں نے بخشش نہ مانگی وہ اسی طرح ہی ہے کہتے ہیں یہاں تک کہ کسی چھوٹی سی چیز کو بھی میں نے راستے سے ہٹایا تھا تو اس کے بدلے میں میرے نامہ اعمال میں نیکی لکھ دی گئی اور ایک رات میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میری آواز بلند ہوگئی میری آواز سن کر میرا غلام نماز پڑھنے لگا میرے حصے میں اس کے بدلے میں نیکی لکھ دی گئی۔ ایک دن میں نے لوگوں کے سامنے مسکین کو ایک درہم دیا میں نے لوگوں کی وجہ سے درہم دیا تھا۔ میں نے اس کو اس حالت میں پایا کہ نہ تو وہ میرے حق میں آرہا ہے اور نہ ہی میرے خلاف۔

حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی دینے والے لوگوں کے تین واقعات

۱...... عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں، کوفہ میں ایک آدمی مردوں کو کفن دیا کرتا تھا۔ ایک آدمی فوت ہوگیا، اس کو کفن کا کہا گیا تو وہ کفن لے کر چل پڑا جب وہ میت کے پاس پہنچا تو اس میت کے اوپر کپڑا تھا اس نے کپڑے کو اس کے چہرے سے اتارا تو وہ کہہ رہا تھا: ''انہوں نے مجھے دھوکہ دیا، انہوں نے مجھے ہلاک کر دیا۔ آگ، آگ'' ہم نے اس کو کہا تو لا الہ الا اللہ! پڑھ تو اس نے کہا: میں اس کو پڑھنے کی قدرت نہیں رکھتا، پوچھا گیا کیوں؟ تو اس نے کہا حضرت ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے کی وجہ سے۔

۲...... خلف بن حوشب کہتے ہیں کہ مدائن میں ایک آدمی فوت ہوگیا جب اس پر کپڑا ڈال دیا گیا تو کئی لوگ اٹھ کر چلے اور کچھ لوگ جنازے کے انتظار میں کھڑے رہے۔ اسی اثناء میں کپڑے نے حرکت کی (یا اس (میت) نے کپڑے کو ہلایا) پھر اس نے کپڑے کو اپنے اوپر سے ہٹا کر کہا:

اس مسجد کے اندر بے وقوف لوگ بے ہودہ گفتگو کرتے ہیں۔ یعنی مسجد مدائن میں یہ لوگ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر طعن وتشنیع کرتے ہیں اور جو لوگ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ ان پر روح قبض کرنے والے فرشتے لعنت بھیج رہے ہیں۔ ہم نے کہا اے فلاں! شاید تجھے بھی اسی وجہ سے اس مصیبت میں مبتلاء کیا گیا ہے تو وہ استغفر اللہ! استغفر اللہ! کہنے لگا۔ پھر وہ ایسے غائب ہوگیا جس طرح کہ کنکری کو (پانی میں) پھینکا جائے تو وہ غائب ہو جاتی ہے۔ (یعنی کہ فوراً خاموش ہوگیا)

۳...... ابوالخصیب کہتے ہیں، میں ایک تاجر تھا میں نے کسی بھی میت کے بارے میں یہ نہ سنا تھا کہ اس کو مرنے کے بعد کفن نہ دیا گیا ہو۔ ایک آدمی میرے پاس آکر کہنے لگا یہاں پہ ایک مردہ ہے جس کے لئے کفن نہیں ہے تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا ہمارے ساتھ چلو ہم چل کر ان کے پاس آئے لوگ بیٹھے تھے اور ان کے درمیان کپڑے میں لپٹی ہوئی میت موجود تھی۔ اس کے پیٹ پر اینٹیں اور مٹی رکھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا تم اس کو غسل کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے جواب دیا اس کے لئے کفن نہیں ہے میں نے اپنے دوست کو کہا تو کفن لا اور میں خود ان کے پاس بیٹھ گیا ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ میت نے اٹھ کر خود اپنے پیٹ سے اینٹوں کو دور کر کے بیٹھ گیا اور کہہ رہا تھا آگ، آگ میں نے اس کو کہا لا الہ الا اللہ! پڑھو۔ اس نے کہا: یہ اب مجھے کوئی نفع نہیں دے گا۔ اللہ لعنت بھیجے کوفہ کے مشائخ پر جنہوں نے مجھے دھوکے میں ڈال دیا اور میں اتنا گمراہ ہوگیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے ڈالیں۔ پھر وہ بحالت موت گر گیا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کو کفن نہیں دوں گا اور میں اس کو کفن دیئے بغیر ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

ماں کے گستاخ کا واقعہ جس کا سر گدھے کا بن گیا

☆...... اہل بصرہ میں سے ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ ہم بصرہ کے پاس ایک کنویں کے قریب سے گزرے تو ہم نے گدھے کے ہنہنانے کی آواز سنی ہم نے لوگوں سے پوچھا یہ آواز کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ایک ایسا آدمی جس کو اس کی والدہ کسی کام کا کہتی تو یہ اس کو کہتا تو گدھی کی طرح ہنہناتی رہتی ہے جب یہ آدمی مر گیا تو ہر رات اس کی قبر سے ہنہنانے کی آواز آتی ہے۔

ایک کافر کا واقعہ جسے قبر میں عذاب ہو رہا تھا

☆...... سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں سفر پر تھا کہ میرا گزر زمانہ جاہلیت کی قبروں میں سے ایک قبر کے پاس سے ہوا۔ اچانک ایک ایسا آدمی قبر سے نکلا جس نے آگ کی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ گردن میں آگ کی زنجیر لگی ہوئی تھی اور میرے پاس پانی کا ڈول دیکھ کر کہنے لگا۔ اے عبداللہ مجھے پانی پلا۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے کہا یہ میرے نام کو جانتا ہے یا جو عرب دوسروں کو بلانے کے لئے کہتے ہیں (یا عبداللہ) وہ بول رہا ہے۔ پھر

اسی قبر سے ایک اور آدمی نکل کر کہنے لگا اے عبداللہ! اس کو پانی نہ پلانا کیونکہ یہ کافر ہے۔ پھر اس کی زنجیر کو پکڑا اور کھینچتے ہوئے قبر میں واپس لے گیا۔ پھر میں نے رات ایک بڑھیا کے گھر گزاری گھر کی ایک جانب قبر تھی۔ میں نے قبر سے ایک آواز کو سنا جو یہ تھی ''بول وما بول؟ شن وما شن'' میں نے بڑھیا سے پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ اس نے کہا یہ میرا خاوند ہے جب بھی یہ پیشاب کرتا تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ میں اس کو کہا کرتی تھی تجھ پر حیرانگی ہے، اونٹ بھی پیشاب کرتے وقت اپنی ٹانگوں کو کشادہ کرتا ہے تو یہ میری بات ماننے سے انکار کر دیتا تھا۔ جس دن سے مرا ہے اسی طرح آواز نکالتا ہے بول! مابول؟ (پیشاب اور کیا پیشاب؟)

میں نے پوچھا (شن) کیا ہے اس کی بیوی نے بتایا کہ اس کے پاس ایک پیاسا آدمی آیا اس نے پانی مانگا تو اس نے مشک کو اس سے دور کر دیا جب مشک میں کچھ بھی باقی نہ رہا تو وہ آدمی گر کر مر گیا اور اب جس دن سے یہ مرا اسی طرح آوازیں نکالتا ہے اور کہتا ہے (شن) مشک (وماشن) کیا مشک؟

میں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آکر بیان کیا تو آپ ﷺ نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرما دیا۔

ایک قاضی کا قصہ

☆...... عطاء خراسانی بیان کرتے ہیں، بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی نے چالیس سال کی زندگی گزاری جب اس کی موت کا وقت آ گیا تو کہنے لگا مجھے لگتا ہے میں اس مرض میں مر جاؤں گا۔ اگر میں مر جاؤں گا تو تم مجھے اپنے پاس چار یا پانچ دن تک رکھنا، جب وہ مر گیا تو اس کو تابوت کے اندر رکھ دیا گیا۔ جب تین دن ہوئے تو (اس کی بو سے لوگوں کو تکلیف پہنچی) لوگوں میں سے ایک نے اس کو پکارا، اے فلاں! یہ بو کیسی ہے؟ تو اس کو کلام کرنے کی اجازت دی گئی تو اس نے کلام کیا اور کہا میں تم میں چالیس سال تک عہدۂ قضا پر مقرر رہا۔ مجھے دو آدمیوں کے فیصلے کے سواء کسی فیصلہ نے وہم میں نہیں ڈالا۔ ان میں سے ایک کی طرف میرا میلان تھا (یعنی میں اس کے حق میں فیصلہ چاہتا تھا) یہ اسی کی بو ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے کانوں پر مارا تو وہ مر گیا۔

ایک سر کا قصہ جس نے قرآن مجید کی تلاوت کی

☆...... عبدالرحمن بن زید بن اسلم کہتے ہیں مسلمانوں کا ایک گروہ راستہ بھول کر رومیوں کی سرزمین پہنچ گیا انہوں نے ان کو قید کر لیا اور پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اس نے کہا کہ تم ہمارے دین میں شامل ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے کہا ہم کبھی بھی شرک نہیں کریں گے۔ بادشاہ نے اپنے دوستوں کو کہا کہ پھر ان کا حشر دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔ بادشاہ نہر کے کنارے بیٹھ گیا اور ان میں سے ایک کو بلایا اور اس کی گردن کاٹ کر نہر میں پھینک دی۔ اچانک اس کا سر بلند ہوا اور ان کی طرف منہ کر کے یہ آیت پڑھنے لگا۔ ''اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ جا، پھر میرے بندوں میں شامل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جا۔'' یہ سن کر سب کافر دہشت زدہ ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

☆...... عبدالصمد بن الحارث بیان کرتے ہیں ہم ایک جنگ میں شریک تھے کہ ہمارا ایک ساتھی ہم سے جدا ہو گیا ہم اس کو تلاش کرنے لگے تو دیکھا کہ وہ ایک گھنے درخت کے پاس شہید ہوا پڑا ہے۔ اس کے اردگرد کچھ سانپ تھے جو اس کے سر پر مار رہے تھے جب ہم نے دیکھا تو وہ جھاڑی میں بھاگ گئے پھر اس کے بعد ہم نے ان کو نہیں دیکھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا

☆...... عطاف بن خالد فرماتے ہیں میری خالہ بیان کرتی ہیں کہ میں شہداء کی قبروں کے پاس گئی۔ (عطاف کہتے ہیں وہ اکثر قبروں پر جایا کرتی تھیں) میں حمزہ کی قبر کے پاس جا کر سواری سے اتری اور جتنی اللہ نے چاہا نماز پڑھی، وہاں اس وقت نہ کوئی بلانے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا سوائے ایک نوجوان کے، وہ میری سواری کا سر پکڑ کر کھڑا تھا۔ جب میں اپنی نماز سے فارغ ہوئی تو ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا، لیکن سلام کا جواب میں نے زمین کے نیچے سے سنا۔ میں اس کو ایسے پہچانتی ہوں جس طرح اس بات کو کہ اللہ نے مجھے پیدا فرمایا اور جس طرح میں رات اور دن کو پہنچانتی ہوں۔ اس وقت میرے رونگٹے کھڑے ہوئے۔

☆...... یزید بن طریف بیان کرتے ہیں کہ میرا بھائی فوت ہو گیا تو اس کو دفنانے کے بعد سارے لوگ چلے گئے۔ میں نے اس کی قبر پر اپنے سر کو رکھ دیا تو میں نے ایک ہلکی سے آواز کو سنا میں سمجھ گیا کہ یہ میرے بھائی کی آواز ہے اور وہ کہہ رہا تھا ''اللہ'' پھر دوسرے نے اس سے پوچھا، تمہارا دین کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: ''اسلام''

پہلے قصے سے ملتا جلتا ایک اور قصہ

...... علاء ابن عبدالکریم نے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی مر گیا۔ اس کا ایک بھائی تھا جس کی بینائی کمزور تھی اس کا بھائی کہتا ہے کہ جب لوگ اس کو دفن کر کے واپس چلے گئے تو میں نے قبر پر سر رکھ دیا اور اندر کی آواز کو سننے لگا، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا ''من ربک؟ من نبیک؟'' اپنے بھائی کی آواز کو سنا تو وہ کہہ رہا ہے ''اللہ'' دوسرے نے پوچھا ''فما دینک؟'' تو بھائی نے کہا: اسلام۔

یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے قتل کا واقعہ

حضرت سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے ساتھ بارہ حواریوں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درباری) کو بھیجا کہ وہ لوگوں کو تعلیم دیں۔ انہوں نے لوگوں کو بھانجی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا۔ بادشاہ کی بھانجی اس کو پسند کرتی تھی اور بادشاہ بھی اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا وہ ہر روز اس کی کوئی نہ کوئی خواہش پوری کرتا جب یہ خبر اس کی ماں تک پہنچی کہ بھانجی سے نکاح کرنے کو یہ منع کر رہے ہیں، اس نے اپنی بیٹی کو کہا جب تو بادشاہ کے پاس جائے گی اور وہ تجھے کہے گا تیری کوئی خواہش ہے تو کہنا کہ ہاں میں چاہتی ہوں کہ یحییٰ بن زکریا کو ذبح کر دے۔ جب وہ بادشاہ کے پاس گئی اس نے پوچھا کہ تیری کوئی خواہش ہے؟ اس نے کہا میں چاہتی ہوں کہ تو یحییٰ ابن زکریا علیہ السلام کو ذبح کر دے۔

بادشاہ نے کہا اس کے علاوہ کوئی بتا، لڑکی نے کہا میں تو صرف یہی چاہتی ہوں۔ جب اس نے اصرار کیا تو بادشاہ نے ایک بہت بڑا تانبے کا برتن منگوایا اور حضرت یحییٰ بن زکریا کو بھی بلوایا اور آپ علیہ السلام کو ذبح کر دیا۔ آپ کے خون کا ایک قطرہ زمین پر گر کر ابلنے لگا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک مددگار کو بھیجا۔ اس نے اس کے دل میں بات ڈال دی کہ وہ اس خون کے بدلے میں، ان میں سے قتل کرے۔ حتیٰ کہ ان کو سکون مل جائے۔ پس اس نے ان میں سے ستر ہزار کو قتل کیا۔

☆...... شہر بن حوشب کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب بادشاہ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو شہید کیا تو آپ کے سر کو اس نے اپنی محبوبہ کو پیش کیا۔ پھر لڑکی نے سونے کی تھالی میں رکھ کر اپنی والدہ کو تحفہ کے طور پر دیا۔ اس وقت سر مبارک تھالی میں رکھا ہوا یہی اعلان کر رہا تھا ''نہ یہ اس کے لئے حلال ہے اور نہ ہی وہ اس کے لئے حلال'' جب اس کی والدہ نے سر کو دیکھا تو کہنے لگی آج میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور میں بادشاہ پر ایمان لے آئی۔ پھر وہ ریشم کا لباس اور چادر پہن کر محل کی چھت پر چلی گئی اور اس نے کتے پالے ہوئے تھے جن کو وہ انسانوں کا گوشت ڈالا کرتی تھی وہ محل کے اوپر ٹہل رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تیز ہوا بھیجی جس نے اس کو کپڑوں میں لپیٹ کر کتوں کے آگے ڈال دیا کتوں نے دانتوں سے نوچنا شروع کر دیا اور وہ یہ (کتوں کا اس کو نوچنا) دیکھتی رہی اور آخر میں اس کی آنکھیں بچ گئیں۔

☆...... حسن بن دینار بیان کرتے ہیں کہ ثابت البنانی اور ایک اور آدمی تھا وہ عطاف میں عبداللہ بن الشخیر کی عیادت کے لئے آئے۔ انہوں نے اس کو بے ہوشی کی حالت میں پایا۔ راوی نے کہا کہ اس سے نور کی تین شعاعیں نکلیں۔ ایک سر سے دوسری ناف سے اور تیسری اس کے پاؤں سے۔ یہ ہمارے لئے نئی بات تھی جب وہ ہوش میں آیا تو ہم نے کہا اے ابو عبداللہ کیسے ہو؟ ہم نے ایک نئی چیز دیکھی ہے اس نے پوچھا کیا دیکھا ہے؟ ہم نے اس کو سارا واقعہ سنایا تو اس نے کہا کیا تم نے یہ سب کچھ دیکھا ہے؟ ہم نے کہا ہاں! اس نے کہا یہ سورۃ (تنزیل السجدہ) کی برکت اور روشنی تھی جس کی ۲۹ آیات ہیں۔ اس سورۃ کی پہلی آیات کی روشنی میرے سر سے نکلی، درمیان والی آیات کی روشنی میرے درمیان سے نکلی اور آخری آیات کی روشنی میرے پاؤں سے نکلی ہے۔ یہ اوپر جا کر میری شفاعت کریں گی۔ یہ ''سورۃ تبارک'' میری حفاظت کرے گی۔ اس کے بعد ان کا وصال ہو گیا۔ اللہ اس پر رحم فرمائے۔

☆...... مورق العجلی کہتے ہیں ہم نے ایک ایسے آدمی کی عیادت کی جو بے ہوش پڑا تھا۔ اس کے سر سے ایک نور نکلا جو چھت کو چیرتا ہوا آسمان کی طرف چلا گیا، پھر ایک نور اس کے ناف سے نکلا اور آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔ پھر ایک نور اس کے پاؤں سے نکلا وہ بھی آسمان کی طرف چلا گیا جب اس کو کچھ ہوش آیا تو ہم نے پوچھا کیا تو جانتا ہے جو تجھ سے نکلا ہے؟ اس نے کہا ہاں! سنو جو روشنی میرے سر سے نکلی وہ تنزیل السجدہ کی پہلی ۱۴ آیات تھی اور جو روشنی ناف سے نکلی وہ آیت سجدہ تھی اور جو روشنی میرے پاؤں سے نکل کر آسمان کی طرف گئی ہے وہ سورۃ السجدہ کی آخری آیات تھیں۔ یہ جا کر میری شفاعت کریں گی اور سورۃ تبارک میرے پاس ہے جو میری حفاظت کرے گی اور میں ہر رات ان سورتوں کی تلاوت کیا کرتا تھا۔

ایک آدمی کا قصہ جس پر قرض تھا اور وہ مر گیا

☆ ...... شیبان بن حسن کہتے ہیں میرا باپ اور عبدالواحد بن زید جنگ میں شامل ہونا چاہتے تھے کہ سفر میں اچانک وہ ایک بہت بڑے گہرے پانی والے کنویں کے پاس آ گئے۔ انہوں نے ڈول کو رسیوں کے ساتھ باندھ کر کنویں میں لٹکایا تو وہ کنویں میں گر گیا۔ پھر انہوں نے اپنی رسیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھا اور دونوں میں سے ایک کنویں میں داخل ہو گیا۔ ابھی وہ تھوڑا سا ہی گیا تھا کہ اس میں باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ واپس باہر نکل آیا اور اپنے ساتھی سے پوچھا جو کچھ میں نے سنا ہے کیا تو نے بھی سنا؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر وہ اپنے ساتھ لوہے کا ڈنڈا لے کر کنویں میں دوبارہ داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی لکڑی کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے نیچے پانی ہے اس نے پوچھا تو جن ہے یا انسان؟ اس نے کہا انسان ہوں، پوچھا کون ہے تو؟ اس نے کہا میں انطا کیہ کا رہنے والا ہوں، اللہ نے میرے قرض کی وجہ سے مجھے یہاں قید کر رکھا ہے۔ انطا کیہ میں میرے بیٹے ہیں جو نہ تو مجھے یاد کرتے ہیں اور نہ ہی میرے قرض کو ادا کرتے ہیں۔ یہ آدمی فوراً کنویں سے نکل کر آیا اور اپنے ساتھی کو کہا کہ یہ جنگ ایک اور جنگ کے بعد ہوگی۔ اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دو وہ چلے جائیں گے۔ پھر وہ انطا کیہ کی طرف مڑ گئے۔ وہاں انہوں نے اس آدمی اور اس کے بیٹوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں وہ ہمارا باپ ہے اور ہم نے اپنا سامان بیچ دیا ہے۔ آؤ ہمارے ساتھ ہم اپنے باپ کا قرض ادا کرتے ہیں۔ یہ دونوں بھی ان کے ساتھ ہی تھے کہ انہوں نے اپنے باپ کا قرض ادا کر دیا۔

کہتے ہیں جب ہم انطا کیہ سے واپس اس کنویں کے پاس آئے تو نہ وہ آدمی تھا وہاں اور نہ ہی کوئی کنواں، ان کو وہیں پہ شام ہو گئی تو رات کو ان کے خواب میں وہ آدمی آیا اور کہا: اللہ تم دونوں کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ جب سے میرا قرض ادا کر دیا گیا ہے اللہ رب العزت نے مجھے یہاں سے جنت میں داخل کر دیا ہے۔

ایک شخص کا قصہ جسے قبر میں عذاب ہو رہا تھا

☆ ...... حویرث بن رباب کہتے ہیں ایک دن میں کسی گنجان جگہ سے گزر رہا تھا کہ ایک ایسا آدمی قبر سے نکلا جس کے سر اور چہرے سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ لوہے کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ کہہ رہا تھا مجھے پانی پلاؤ، مجھے پانی پلاؤ، اور ایک آدمی اس کے پاس سے ہی نکلا اور وہ کہہ رہا تھا کافر کو پانی نہ پلانا، کافر کو پانی نہ پلانا۔ اس نے اس کی زنجیر کی ایک جانب کو پکڑتے ہوئے کھینچا اور اس کو مارتا ہوا قبر میں لے کر چلا گیا۔ مالک کہتے ہیں میری اونٹنی بھاگنے لگی اور میں ان پر قادر نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ عرق ظبیہ کے مقام پر جا کر کچھ آہستہ ہوئی اور رک گئی۔ میں وہاں اترا اور مغرب اور عشاء کی نماز ادا کی۔ پھر سوار ہو کر چل پڑا۔ حتیٰ کہ مدینہ شریف پہنچ گیا۔ پھر میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور سارا واقعہ سنایا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے حویرث! میں تجھ پر تہمت نہیں لگاتا البتہ تو نے بڑی عجیب بات سنائی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس علاقے کے بڑی عمر کے لوگوں کو بلوایا جنہوں نے زمانہ جاہلیت پایا تھا پھر حویرث کو بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا اس نے یہ بات ہمیں سنائی ہے اور میں اس

پہ تہمت نہیں لگاتا (لیکن بات بڑی عجیب ہے) پھر حویرث سے فرمایا: ان کو سارا واقعہ بتاؤ۔ حویرث نے سارا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے کہا ہم نے اس کو پہچان لیا ہے وہ آدمی بنی غفار قبیلہ کا تھا اور زمانہ جاہلیت میں ہی مر گیا تھا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ جب انہوں نے بتایا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں ہی مرا تو آپ رضی اللہ عنہ اس پر خوش ہوئے اور اس کے بارے میں مزید پوچھا تو انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین! زمانہ جاہلیت میں یہ ایسا آدمی تھا جو کہ مہمان نوازی نہیں کرتا تھا۔

ابراہیم کا پرندوں کو زندہ کرنے کا واقعہ

☆...... ابوالجوزاء اس آیت: ''واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی '' (اور یاد کرو جب عرض کیا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے پروردگار دکھا مجھے کہ تو کیسے زندہ کرتا ہے مردوں کو، فرمایا (اے ابراہیم) کیا تم اس پر یقین نہیں رکھتے۔ عرض کی ایمان تو ہے لیکن (یہ سوال اس لئے کیا ہے) تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے) کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے ارشاد فرمایا:

چار پرندے پکڑ لے، ان کو اپنے ساتھ مانوس کر لے، یعنی ان کو سکھا، پھر حکم فرمایا کہ ان کو ذبح کرو آپ نے ان کو ذبح کر کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ پھر فرمایا ان کے خون، گوشت اور پروں کو آپس میں خلط ملط کر دو اور ان کو چار پہاڑوں پر رکھ دو اور ہر پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھنا پھر ان کو بلانا تو وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا پھر ان کو بلایا تو آپ نے دیکھا کہ گوشت کے ساتھ گوشت مل رہا ہے، خون، خون کی طرف دوڑ رہا ہے۔ پر گوشت سے مل رہے ہیں اور اسی طرح ہر عضو اپنی جگہ پر جا کر مل گیا۔

حضرت ابراہیم ڈر گئے اور عرض کیا ''اعلم ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر '' میں جان گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

بنی اسرائیل کا عجیب واقعہ (حدیث پاک)

☆...... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بنی اسرائیل کی نئی بات سنو۔ بنی اسرائیل میں بڑے عجیب وغریب واقعات رونما ہوا کرتے تھے۔ فرمایا کچھ لوگوں کی جماعت سفر کر رہی تھی کہ وہ ایک قبرستان کے پاس سے گزرے اور ایک دوسرے سے کہا اگر ہم دو رکعتیں نماز پڑھنے کے بعد اللہ سے دعا کریں تو شاید اللہ اس قبرستان سے کسی کو دوبارہ زندہ کر دے اور وہ ہمیں موت کے حالات بتائے۔ دو رکعتیں پڑھنے کے بعد انہوں نے دعا کی تو ایک آدمی دو رنگ والا باہر نکلا اپنے سر کو جھاڑتے ہوئے اور اس کی آنکھوں کے درمیان سجدے کے نشانات بھی موجود تھے۔ اس نے کہا اے لوگو! جو کچھ تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو وہ یہ ہے کہ مجھے مرے ہوئے سو سال گزر گئے ہیں اور میں نے اب تک موت کی سختی سے سکون نہیں پایا۔ اب تم دعا کرو کہ اللہ مجھے پہلی حالت میں لوٹا دے۔

ایک شہید کا واقعہ جس کے سر نے قرآن کی تلاوت کی

سعید العمیؒ کہتے ہیں کہ ایک گروہ سمندری جنگ پر جا رہا تھا کہ ایک نوجوان ان کے ساتھ شریک ہونے کے لئے آیا تو ان لوگوں نے اس کو ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس کو ساتھ لے کر چل

پڑے جب دشمن سے لڑائی ہوئی تو وہ نوجوان ان سب سے اچھا لڑ رہا تھا۔ پھر اس کو قتل کر دیا گیا تو اس کا سر سواریوں کی طرف منہ کر کے اس آیت کی تلاوت کرنے لگا ''تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علواً فی الارض و لا فساداً و العاقبۃ للمتقین'' پھر ایک ہچکی لی اور چلا گیا۔

حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات کا واقعہ

(روایت نمبر ۶۴ اور ۶۵ کو امام جلال الدین سیوطی نے الدر المنثور (۳/۱۲۸) اور (۴/۲۴۶) پر ''من عاش بعد الموت'' کے حوالے سے نقل فرمایا ہے۔ لیکن اس نسخے میں یہ روایات موجود نہ تھیں جس سے اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ جب حضرت ہارون علیہ السلام کے وصال کا وقت آ پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم ہارون علیہ السلام اور ان کے بیٹے کو ساتھ لے کر فلاں پہاڑ کی غار میں چلے جاؤ۔ کیونکہ میں ہارون علیہ السلام کی روح قبض کرنے والا ہوں۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور ان کے بیٹے کو لے کر چل پڑے جب وہ غار کے پاس پہنچ گئے تو دیکھا وہاں ایک چارپائی پڑی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر لیٹ گئے اور پھر اس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اے ہارون! یہ جگہ کتنی حسین اور اچھی ہے۔ چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام اس پر لیٹ گئے تو ان کی روح قبض کر لی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے صاحبزادے دونوں غمزدہ حالت میں بنی اسرائیل کی طرف لوٹ آئے۔

بنی اسرائیل پوچھنے لگے، ہارون علیہ السلام کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا ان کا وصال ہو گیا ہے تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ تم نے ان کو قتل کیا ہے۔ کیونکہ تم یہ جانتے تھے کہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم ہلاک و برباد ہو جاؤ کیا میں اپنے بھائی کو قتل کر سکتا ہوں جسے میں نے بطور وزیر اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا اور اگر میں ان کے قتل کا ارادہ کرتا تو کیا ان کا بیٹا مجھے چھوڑ دیتا؟ اس پر بنی اسرائیل نے کہا، نہیں تم نے ہی انہیں قتل کیا ہے۔ کیونکہ تم ہماری وجہ سے ان کے ساتھ حسد کرتے تھے تو آپ نے فرمایا تم ستر افراد چن لو۔ پس آپ انہیں ساتھ لے کر چلے اور راستے میں دو آدمی بیمار ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں کے ارد گرد خط کھینچ کر حصار بنا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادے اور بنی اسرائیل چلتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں جا کر آپ نے فرمایا اے ہارون! تجھے کس نے قتل کیا؟ انہوں نے جواب دیا مجھے کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ میں فوت ہوا ہوں۔

وہ کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام آپ کا کیا فیصلہ ہے، ہمارے لئے اپنے رب سے یہ دعا کریں کہ وہ ہمیں انبیاء بنا دے تو اس پر زلزلے نے ان کو پکڑ لیا وہ گر پڑے اور وہ دو آدمی بھی گر پڑے جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے دعا کرنے لگے ''لو شئت اھلکتھم من قبل و ایای اتھلکنا بما فعل السفھاء منا'' اگر تو چاہتا تو ہلاک کر دیتا انہیں اس سے پہلے اور مجھے بھی کیا تو ہلاک کرتا ہے ہمیں بوجہ اس (غلطی) کے جو کی (چند) احمقوں نے ہم میں سے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرما دیا اور وہ سب اپنی قوم کی طرف انبیاء بن کر لوٹے۔